از عدالتِ عظمیٰ

شری ایم ایل جگی

بنام

مہانگر ٹیلی فونز نگم لمیٹڈ و دیگراں

تاریخ فیصلہ: 2 جنوری 1996

[کے رامسوامی اور جی بی پٹنائک، جسٹس صاحبان]

بھارتیہ ٹیلی گراف ایکٹ، 1985:

دفعہ 7 بی- تنازعہ کے فریقین کے درمیان فیصلہ کن ثالث کا ایوارڈ- کسی بھی عدالت میں پوچھ گچھ نہیں کی جائے گی- حکم موثر کی ضرورت- ثالث اپنے نتیجے کی حمایت میں وجوہات بتائے گا- تاہم اس فیصلے سے پہلے ثالث کا کوئی بھی فیصلہ دوبارہ نہیں کھولا جائے گا- اس کے عمل میں ممکنہ فیصلہ سازی۔

رائے پور ڈویلپمنٹ اتھارٹی و دیگراں بنام میسرز چوکھمل ٹھیکیدار و دیگراں، [1989] 2 ایس سی سی 721 اور ایس این مکھرجی بنام یونین آف انڈیا، [1990] ایس سی آر 44، پر انحصار کیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 1540، سال 1996۔

سی ڈبلیو پی نمبر 800، سال 1991 میں دہلی عدالت عالیہ کے 3.3.91 1 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ایس کے مہتا، دھرو مہتا اور فیضان انعام۔

جواب دہندگان کی طرف سے وی آر ریڈی، ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل، اے کے سیکری، اور مس مدھو سیکری۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.01.02 12:02
I attest to the accuracy and integrity of this document

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا: اجازت دی گئی۔

جواب دہندگان نے 16.11.1982 سے 15 جنوری، 1983 تک 50.219 روپے کے بل جاری کیے تھے؛ 16 جنوری 1983 سے 15 مارچ 1983 تک 20873 روپے؛ اور 16 ستمبر 1982 سے 15 نومبر 1982 تک کی مدت کے لئے 9,084 روپے۔ جب اپیل کنندہ نے مقدمہ دائر کیا تو بھارتیہ ٹیلی گراف ایکٹ، 1985 (مختصر طور پر، "ایکٹ") کی دفعہ 7 بی کے تحت علاج کی دستیابی پر اعتراض اٹھایا گیا۔ سول کورٹ نے معاملہ ثالث کے پاس بھیج دیا۔ ثالث نے تنازعہ پر مناسب غور کرنے کے بعد صرف ایک بل پر کچھ چھوٹ دیتے ہوئے 19 دسمبر 1989 کو نمائش پی-3 کا ایوارڈ دیا اور باقی مطالبے کی تصدیق کی۔ جب درخواست گزار نے رٹ پٹیشن دائر کی تو دہلی عدالتِ عالیہ نے مذکورہ حکم میں ثالث کے فیصلے کی توثیق کی۔ اس طرح 13 مارچ 1991 کے حکم کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل ڈبلیو پی نمبر 91/800 میں کی گئی۔

اس اپیل میں اٹھایا گیا واحد سوال یہ ہے کہ کیا ثالث کو اپنے فیصلے کی حمایت میں وجوہات بیان کرنے کے لیے شامل کیا گیا ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 7 بی اس طرح پڑھتی ہے:

"7B۔ تنازعات کی ثالثی۔ (1) سوائے اس کے کہ اس ایکٹ میں دوسری صورت میں واضح طور پر حمایت یافتہ ہے، اگر ٹیلی گراف اتھارٹی اور اس شخص کے درمیان کسی ٹیلی گراف لائن، آلات یا سامان سے متعلق کوئی تنازعہ پیدا ہوتا ہے جس کے فائدے کے لیے لائن، آلات یا سامان فراہم کیے گئے ہیں، تو تنازعہ کا تعین ثالثی کے ذریعے کیا جائے گا اور اس طرح کے تعین کے مقصد کے لیے، مرکزی حکومت کی طرف سے خاص طور پر اس تنازعہ کے تعین کے لیے یا عام طور پر اس دفعہ کے تحت تنازعات کے حل کے لیے مقرر کردہ ثالث کے پاس بھیجا جائے گا۔

(2) ذیلی دفعہ (1) کے تحت مقرر کردہ ثالث کا فیصلہ تنازعہ کے فریقین کے درمیان فیصلہ کن ہوگا اور اس پر کسی عدالت میں سوال نہیں اٹھایا جائے گا۔

یہ ایکٹ کے تحت فراہم کردہ ایک قانونی دادرسائی ہے اور اس لیے، اٹھائے گئے مطالبے میں دعوی کی گئی رقم کے حوالے سے تنازعہ میں، فراہم کردہ واحد علاج ایکٹ کے دفعہ 7 بی کے تحت ثالثی کے ذریعے ہے۔ اس کی ذیلی دفعہ (2) کے نفاذ سے، ذیلی دفعہ (1) کے تحت ثالثی کا فیصلہ تنازعہ کے

Ilyas Ahmed Pandit
2025.01.02 12:02
I attest to the accuracy and
integrity of this document

فریقین کے درمیان فیصلہ کن ہو گا اور اس پر کسی عدالت میں سوال نہیں اٹھایا جائے گا۔اس طرح ثالثی ایکٹ 1940 کے تحت قانونی علاج کو ختم کر دیا گیا ہے۔

لہذا سوال یہ ہے کہ کیا ثالث پر یہ واجب ہے کہ وہ ایوارڈ کی حمایت میں وجوہات بتائے۔رائے پور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ودیگراں بنام میسرز چوکھمل ٹھیکیدار ودیگراں،[1989]2 ایس سی سی 721، صفحہ 753 پر پیراگراف 38 میں اس عدالت نے فیصلہ دیا تھا کہ "فریقین کی طرف سے زور دیے گئے تنازعات پر محتاط اور بے چینی سے غور کرنے کے بعد، ہم محسوس کرتے ہیں کہ قانون کو اسی طرح رہنے دیا جانا چاہیے جب تک کہ مجاز قانون ساز یہ قانون میں ترمیم نہ کرے۔نتیجے میں، ہم یہ مانتے ہیں کہ ثالثی ایکٹ کے تحت منظور شدہ ایوارڈ صرف اس بنیاد پر بھیجنے یا الگ کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے کہ اس کی حمایت میں کوئی وجہ نہیں دی گئی ہے سوائے اس کے کہ جہاں ثالثی قرارداد یا جمع کرنے کا دستاویز یا عدالت کے ذریعہ دیا گیا حکم جیسے کہ ایکٹ کے دفعہ 20 یا دفعہ 21 یا دفعہ 34 کے تحت یا ثالثی کو کنٹرول کرنے والے قانون کے مطابق ثالث یا فیصلہ دینے والے کو ایوارڈ کی وجوہات بتانی چاہئیں۔ایوارڈ میں وجوہات کا ہونا ضروری نہیں ہے۔"یہ دیکھا گیا ہے کہ اس معاملے میں فیصلہ ثالثی ایکٹ کے تحت ثالث کے وارڈ پر مبنی ہے جو خود ثالثی قرارداد پر مبنی ہے۔لہذا اس عدالت نے فیصلہ دیا تھا کہ جب فریقین کے درمیان رضاکارانہ طور پر کیے گئے غیر آئینی ایوارڈ میں قرارداد میں حکم موثر بنانے کی شق شامل نہیں تھی، تو وجوہات کے ساتھ ایوارڈ دینے کی ضرورت ضروری نہیں تھی۔عدالت نے پیراگراف 35 میں صفحات 751-52 پر اس حیثیت کی وضاحت اس طرح کی:

"لیکن ساتھ ہی یہ بات ذہن میں رکھنی ہو گی کہ جو عام طور پر عوامی قانون کے زیر انتظام حکام کے ذریعے تنازعات کے بندوبست پر لاگو ہوتا ہے اسے نجی قانون کے تحت پیدا ہونے والے تمام مقدمات جیسے ثالثی کے قانون کے تحت پیدا ہونے والے مقدمات تک بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے جس کا مقصد نجی تنازعات کا تصفیہ لیے ہے۔

درحقیقت اس عدالت نے حکومت کے خلاف دعوے سے متعلق تنازعات کی ثالثی کے حوالے سے مشاہدات کیے ہیں اور اس عدالت نے پیراگراف 37 میں سرکاری خزانے کو چھوتے ہوئے ایوارڈز میں وجوہات درج کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

"لیکن اس تنازعہ میں ثالثی ایوارڈز جس میں ریاست اور اس کے آلات فریق ہیں، مفادِ عامہ کو متاثر کرتے ہیں اور یہ معاملہ کہ حکومت اور اس کے آلات اس طرح کے ثالثی فیصلوں

Ilyas Ahmed Pandit
2025.01.02 12:02
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سے ان کے مفاد کو متاثر ہونے دیتے ہیں، پالیسی اور مفادِ عامہ کے بڑے سوالات شامل ہوتے ہیں۔ حکومت اور اس کے آلات محض ریاست کے بڑے مالی مفادات کو غیر جائزہ، غیر موثر ثالثی ایوارڈز سے متعصبانہ طور پر متاثر ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ درحقیقت، تنازعات کے حل کے نظام کی اس شاخ نے، حال ہی میں، ایک خاص حد تک بدنامی حاصل کی ہے جس طرح سے بہت سے معاملات میں حکومت کے مالی مفادات ایوارڈز سے متاثر ہوئے ہیں جس نے ان کی صداقت اور ملکیت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کیے ہیں۔ حکومتوں یا ان کے آلات سازوں کے لیے ثالثی کے معاہدوں میں داخل ہونا جائز نہیں ہو گا جو واضح طور پر استدلال اور بولنے والے ایوارڈز کی انجام دہی کو متعین نہیں کرتے ہیں۔ حکومتوں اور ان کے آلات کو، پالیسی اور عوامی مفاد کے معاملے کے طور پر-اگر قانون کی مجبوری کے طور پر نہیں-اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ جہاں بھی وہ نجی ثالثی کا سہارا لے کر تنازعات کے حل کے لیے معاہدے کریں، موثر احکامات کی ضرورت واضح طور پر مقرر اور یقینی بنائی جائے۔ یہ حکومتوں اور ان کے آلات پر ہے کہ وہ مستقبل میں وسیع تر مفادِ عامہ میں پالیسی کے معاملے کے طور پر اس ضرورت کو یقینی بنائیں۔ اس طرف سے کوئی بھی غلطی خود کو اس جائز تنقید کا جواز پیش کر سکتی ہے کہ حکومت حکومت کے خلاف دعوے سے متعلق تنازعات کی ثالثی کے حوالے سے مفادِ عامہ کے ممکنہ جانبداری کے خلاف حمایت کرنے میں ناکام رہی اور اس عدالت نے سرکاری خزانے کو چھوتے ہوئے ایوارڈ میں وجہ درج کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، جب عوامی قانون کا عنصر شامل ہوتا ہے، تو عوامی قانون کے علاج میں، مفادِ عامہ کا مطالبہ ہوتا ہے کہ ایوارڈ میں وجوہات دی جائیں۔"

یہ اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ عوامی قانون کے دادرسائی میں جب حکم سول نتائج کے ساتھ آتا ہے، تو قدرتی انصاف کے لیے وجوہات کو ریکارڈ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ وہ حکم اور اس کے بنانے والے کے درمیان پل ہوتے ہیں تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ اس کے ذہن کو پیش کردہ حقائق اور فیصلے پر کیسے لاگو کیا گیا تھا۔ ایس این مکھرجی بنام یونین آف انڈیا،[1990] میں اس عدالت کی ایک اور آئینی بنچ۔ 1 ایس سی آر 44 نے پورے تنازعہ پر غور کیا اور اس طرح قرار دیا:

"یہ اپیل، خصوصی اجازت کے ذریعے، 12 اگست 1981 کے حکم کے خلاف ہدایت کی گئی ہے، جسے دہلی عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کی طرف سے دائر رٹ پٹیشن کو خارج کرتے ہوئے

Ilyas Ahmed Pandit
2025.01.02 12:02
I attest to the accuracy and integrity of this document

منظور کیا تھا۔ رٹ پٹیشن میں اپیل کنندہ نے 29 نومبر 1978 کو جنرل کورٹ مارشل کے ذریعے درج کردہ نتائج اور سزا کے جواز کو، چیف آف آرمی اسٹاف کے ذریعے 11 مئی 1979 کو منظور کردہ حکم کو، جس میں نتائج اور جنرل کورٹ مارشل کے ذریعے درج کردہ سزا کی تصدیق کی گئی تھی، اور 6 مئی 1980 کے مرکزی حکومت کے ذریعے منظور کردہ حکم کو، جس میں اپیل کنندہ کی جانب سے آرمی ایکٹ 1950 کی دفعہ 164 (2) کے تحت دائر درخواست کو خارج کیا گیا تھا (جسے اس کے بعد "ایکٹ" کہا گیا ہے)، چیلنج کیا تھا۔

اپیل کنندہ باقاعدہ فوج میں ایک افسر کی حیثیت سے مستقل کمیشن رکھتا تھا اور کپتان کے مستقل عہدے پر فائز تھا۔ وہ بطور میجر فرائض انجام دے رہے تھے۔ 27 دسمبر 1974 کو اپیل کنندہ نے 38 کوئے کے آفیسر کمانڈنگ کا عہدہ سنبھالا۔ فوجی ہسپتال، جھانسی سے منسلک اے ایس سی (ایس پی) ٹائپ 'A'۔ اگست 1975 میں، اپیل کنندہ ایک تربیتی کورس میں شرکت کے لیے گیا تھا اور وہ نومبر 1975 کے پہلے ہفتے میں واپس آیا۔ ان کی غیر موجودگی میں کپتان جی سی چھابرا اپیل کنندہ کے یونٹ کے کمانڈنگ افسر تھے۔ اس عرصے کے دوران کپتان چھابرا نے ڈپو کے شہری چوکیداروں اور صفائی کرنے والوں کی سرمائی اجرت کے لیے 25 ستمبر 1975 کو 16,280 روپے کا ایک ہنگامی بل پیش کیا۔ مذکورہ ہنگامی بل کو کنٹرولر آف ڈیفنس اکاؤنٹس (سی ڈی اے) میرٹھ نے کچھ اعتراضات کے ساتھ واپس کر دیا تھا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے 25 دسمبر 1975 کو روپے 7029.57 کی رقم کے لیے ایک نیا ہنگامی بل پیش کیا۔ دو ہنگامی بلوں میں مذکور رقوم میں فرق کے پیش نظر، سی ڈی اے نے معاملے کی تحقیقات کے لیے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی اور جانچ عدالت نے اپیل کنندہ کو بعض خامیوں کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

جانچ عدالت کی مذکورہ رپورٹ پر جنرل آفیسر کمانڈنگ، ایم پی، بہار اور اڑیسہ ایریا نے غور کیا، جس نے 7 جنوری 1977 کو سفارش کی کہ سنٹرل کمان کے جنرل آفیسر کمانڈنگ ان چیف کی 'شدید آزردگی' (درج کی جائے) اپیل گزار کو دی جائے۔ سنٹرل کمانڈ کے جنرل آفیسر کمانڈنگ ان چیف نے مذکورہ رائے سے اتفاق نہیں کیا اور 26 اگست 1977 کے حکم نامے کے ذریعے ہدایت کی کہ اپیل کنندہ کے خلاف غلطیوں کے لیے تادیبی کارروائی کی جائے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.01.02 12:02
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سنٹرل کمانڈ کے جنرل آفیسر کمانڈنگ ان چیف کی طرف سے منظور کیے گئے مذکورہ حکم کے پیش نظر، 20 جولائی 1978 کی ایک فردِ جرم، جس میں تین الزامات تھے، اپیل گزار کو دی گئی اور ہدایت کی گئی کہ اس پر جنرل کورٹ مارشل کے ذریعے مقدمہ چلایا جائے۔ پہلا الزام ایکٹ کی دفعہ 52 (ایف) کے تحت جرم کے حوالے سے تھا، یعنی دھوکہ دہی کے ارادے سے کوئی کام کرنا، دوسرا الزام پہلے الزام کا متبادل تھا اور ایکٹ کی دفعہ 63 کے تحت جرم کے حوالے سے تھا، یعنی اچھے نظم وضبط اور فوجی نظم وضبط کے خلاف تعصب کا ارتکاب کرنا اور تیسرا الزام ایکٹ کی دفعہ 63 کے تحت جرم کے حوالے سے بھی تھا۔

اس طرح یہ طے شدہ قانون ہے کہ جب وجوہات مفادِ عامہ کو متاثر کرتی ہیں تو انہیں درج کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ دفعہ 7 بی کے تحت، ایوارڈ فیصلہ کن ہوتا ہے جب شہری شکایت کرتا ہے کہ اسے اپنی کی گئی کالوں کے بل پر صحیح طریقے سے نہیں رکھا گیا اور ادائیگی کے مطالبے پر اختلاف کیا گیا۔ اس کے لیے جو قانونی دادرسائی کھولی گیا ہے وہ ایکٹ کی دفعہ 7 بی کے تحت فراہم کیا گیا ہے۔ ضروری مضمرات سے، جب ثالث دفعہ 7 بی کے تحت تنازعہ کا فیصلہ کرتا ہے، تو اسے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے فیصلے کی حمایت میں وجوہات بتائے کیونکہ یہ حتمی ہے اور عدالت میں اس سے پوچھ گچھ نہیں کی جاسکتی۔ ایوارڈ کے خلاف متاثرہ شخص کے لیے دستیاب واحد واضح علاج آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت عدالتی جائزہ ہے۔ اگر وجوہات نہیں بتائی گئیں تو عدالت عالیہ کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے گا کہ کون سے حالات میں ثالث اس نتیجے پر پہنچا کہ محکمہ کی طرف سے مانگی گئی رقم درست ہے یا شہری کی طرف سے متنازعہ رقم بلاجواز ہے۔ وجوہات اس بات کی نشاندہی کریں گی کہ تنازعہ پر ثالث کے ذہن کا اطلاق کیسے ہوا اور وہ فیصلے پر کیسے پہنچا۔ عدالت عالیہ، اگرچہ عدالتی دوبارہ جائزہ لینے کو اپیل کی عدالت کے طور پر استعمال کرنے میں کام نہیں کرتی ہے لیکن عدالتی جائزے کی تنگ حدود میں وہ ایوارڈ کی درستگی اور قانونی حیثیت پر غور کرے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں، جیسا کہ ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل جناب وی آر ریڈی نے صحیح کہا ہے کہ سوالات تکنیکی معاملات ہیں۔ لیکن اس کے باوجود، اس کے نتیجے کی حمایت میں وجوہات دی جانی چاہئیں۔ اس معاملے میں ثالث نے وجوہات نہیں بتائیں۔ ثالث کا فیصلہ الگ کر دیا جاتا ہے اور معاملہ ثالث کو بھیج دیا جاتا ہے تاکہ وہ فیصلہ دے اور اس کی حمایت میں وجوہات بتائے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.01.02 12:02
I attest to the accuracy and
integrity of this document

چونکہ ہم نے پہلی بار اس سوال کا فیصلہ کیا ہے، اس لیے یہ ماننا ضروری ہے کہ ایکٹ کے دفعہ 7 بی کے تحت کسی بھی ثالث کے ذریعے اس دن سے پہلے کیا گیا کوئی بھی فیصلہ دوبارہ کھولنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں، آرڈر اپنے عمل میں ممکنہ ہے۔

اپیل اسی کے مطابق منظور کی جاتی ہے لیکن، حالات میں، اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہے۔

اپیل منظور کی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.01.02 12:02
I attest to the accuracy and integrity of this document